حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی
مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

حضرت مولانا ظہور احمد حقانی کی رِحلت

حضرت مولانا ظہور احمد حقانی دارالعلوم حقانیہ کے ان عظیم فرزندوں میں سے تھے جو تاریخ کا حصہ نہیں بنتے بلکہ زندہ متحرک اور ہر لحہ جیتی جاگتی تاریخ رقم کرتے ہیں ایک فرد، ایک جماعت اور ایک تحریک کی صورت اختیار کرتا ہے تو اس کے پیچھے اس کا خلوص، محبت، للّٰہیت والہیت ،وارفتگی، فنائیت، بے قراری، تڑپ اور بلند حوصلگی کی روشنی پھیلی ہوتی ہے مولانا ظہور احمد حقانی اپنے مزاج ' طبعی افتاد' ذہن اورسوچ کے اعتبار سے ایک الگ شخصیت کے مالک تھے حقانیین اور معاصرین میں ان کی الگ چھاپ تھی ان کے تمام تر جذبات، مساعی اور ہمہ جہتی کاوشوں اور مساعی کا محور ان کی مادرِ علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ' اس کے بانی ومؤسس شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، شیخ الحدیث مولانا انوارالحق ، شیخ التفسیر مولانا عبدالہادی شاہ منصوری، حقانی خاندان تھا مادرِعلمی دارالعلوم حقانیہ، اساتذہ کرام کی خدمت ، دفاع اوران کی تعلیمات کے فروغ کے حوالے سے ان کی آواز اور انداز سب سے جداگانہ اور ممتاز تھا ان میں خلوص ومحبت اور بلند اخلاقی اور اصاغر کی حوصلہ افزائی اور تشجیعات کے جوہر نمایاں تھے کوئی پچیس سال قبل مجھے اپنے ہاں رستم میں مدعو فرمایا میری تقریر سے قبل میز پر میری تصنیفات کو بڑے سلیقے سے سجایا اور تعارفی خطاب میں میری ایک ایک کتاب اُٹھاتے اور تعارف کراتے رہے اوران کی تمام تر مفصل تقریر کا خلاصہ یہی تھا کہ یہ سب شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے نسبت وخدمت اور مادرِعلمی سے والہیّت کا ثمرہ ہے اساتذہ سے محبت، اسی موضوع پر تربیت اور ذہن سازی کی صلاحیتیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں وہ صرف ضابطے کے تلمذ اور درسگاہ میں لازمی حاضری ہی کے نظم وضبط کے قائل نہ تھے بلکہ زندگی کے ہر موڑ ، ہر لمحے میں اساتذہ کی چھاپ، ان کے تعلیمات کے اثرات اوران سے نسبتوں کے علامات کے ظہور اور نمایاں جھلک دیکھنا چاہتے تھے یہی وجہ تھی کسی بھی فاضل عالم اور مدرس سے اپنے مادرِعلمی یا اساتذہ کرام کے حوالے سے بال برابر کسی بے جا حرکت پر چراغ پا ہوجاتے تھے مادرِعلمی سے محبت، اساتذہ کرام سے والہانہ تعلق

کی جھلک جن طلباء میں پاتے ان کے ساتھ رعایت اور خصوصی توجہ کا معاملہ فرماتے ، میری نظر میں مولانا ظہور احمد حقانی کے کمالات، خطابت وبیانات، اصلاحی مساعی اور خدمات اور دیگر کارناموں کا اگر ذکر نہ کیا جائے تب بھی انکی اصاغر نوازی،علم پرور شخصیت کے لئے یہی ایک عنوان کافی ہے اور اس عنوان پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔

حضرت مولانا ظہور احمد حقانی کو خداوند وقدوس نے بے پناہ صلاحیتوں، کمالات اور خصوصیات سے نوازا تھا ان کو اساتذہ سے محبت وخدمت کے موضوع پر تربیت کی کامل دستگاہ حاصل تھی تقریر میں ان کا اپنا امتیازی انداز تھا جو ان ہی کے ساتھ سجتا اور جچتا تھا انہوں نے مادرِعلمی سے محبت اور مشائخ کی صحبت وخدمت اور استفادہ وافاد میں کامیابیوں کی نئی نئی منزلیں طے کیں اور ہر منزل پر ایک چراغ روشن کیا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہر چراغ آفتاب وماہتاب بنتا چلا گیا میرے ساتھ ان کا معاملہ ایسا ہی تھا وہ مجھ سے بڑے تھے عمر میں بھی اور علم میں بھی ، قدیم حقانی فاضل تھے مجھے حقانیہ میں تدریس اور حقانیہ سے نسبت کے حوالے سے بڑا احتاط رہنے کی تاکید فرماتے تھے مگر بایں ہمہ عجز ومسکنت، تواضع وخاکساری اور فنائیت کا یہ عالم تھا کہ میرے ساتھ بھی مادرِعلمی کی نسبتوں کی لاج رکھتے ہوئے ایسا معاملہ برتتے تھے جو اپنے مشائخ ، اساتذہ اور اکابر کے ساتھ رکھتے تھے۔مرتے دم تک اپنے شیوخ کے ساتھ وارفتگی کا یہی عالم تھا اور فنا فی الشیخین تھے یہی وجہ ہے کہ ایک بار میں نے ان سے سنا تھا کہ اگر مجھ سے روزِ محشر اللہ نے پوچھا کیا لائے ہو تو میں کہوں گا الٰہا! اور تو کچھ نہیں مگر شیوخ حقانیہ اور شیوخ شاہ منصور کے جوتے چوم کے لایا ہوں۔

ان کی نیک وصالح اولاد، ان کے علمی ودینی خاندان کے تمام افراد کی طرح ان کے بیشمار لائق وفائق شاگرد بھی انہی کا صدقۂ جاریہ علمی یادگار ہیں۔

ان کا جنازہ رستم کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا ادارہ حضرت کے علوم ومعارف کے امین اور ان کے جانشین مولانا اسرار احمد نعمانی اور دیگر بیٹوں وقار احمد،گلزار احمد، افتخار احمد فاروقی ، نگار احمد صدیقی اور بھتیجے طاہر احمد اور پورے خاندان کے ساتھ غم میں برابر کا شریک اور خود کو تعزیت کا مستحق سمجھتا ہے۔انہوں نے ۵۲ء۔۱۔۱ کو آغوشِ مادر میں آنکھیں کھولیں اور ۱۸ء۔۴۔۳ کو بارگاہِ خالق میں لبیک کہا۔